

عورتوں کا مسجد میں جانا جائز ہے

حافظ ابو یحییٰ نور پوری

عورت اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے، مسلمان عورت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی ہر روپ میں گھرانے کا جزو لاینفک ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی رہی ہے، کیونکہ اس کی تعلیم و تربیت گویا آنے والی نسلوں کی اصلاح کا پیش خیمہ ہے اور اس کی جہالت آنے والی کئی پشتوں کا خانہ خراب کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لیے ایک مصری شاعر حافظ ابراہیم نے کیا خوب کہا تھا:

الأُم مدرسة ان أعددتها أعددت شعبا طيب الأعراق .

”ماں ایک درس گاہ ہے اور اس درس گاہ کو اگر آپ نے سنوار دیا تو گویا ایک با اصول اور پاکیزہ نسب والی قوم کی تشکیل کر دی۔“

اسلامی معاشرے میں سب سے بڑا تعلیمی مرکز مسجد ہے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ علم دین سے دور کر دینے والی شیطانی پالیسی کو بھانپنے کے بجائے اس کے آلہ کار بن کر عورتوں کو مسجدوں سے روک رہے ہیں، حالانکہ انہی لوگوں کی عورتیں اگر دنیاوی علم حاصل کرنے کے لیے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جائیں تو ان کا جذبہ غیرت جوش نہیں مارتا، نیز بازاروں اور مارکیٹوں میں غیر محرم دوکانداروں سے شاپنگ کرتی پھریں تو غیرت کا جنازہ نہیں نکلتا، لیکن اگر وہ مسجد میں آئیں تو ان کو فتنے کا خدشہ ہو جاتا ہے۔

آئیے عہد نبوی میں مسلمانوں کی عورتوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات کے عمل اور وحی الہی بولنے والی زبان سے فیصلہ کرواتے ہیں:

دلیل نمبر ۱ :

عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : كان يسلم فينصرف النساء ، فيدخلن بيوتهن من قبل أن ينصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم .

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں فوراً واپس جا کر (مقتدیوں کی طرف) آپ کے چہرہ مبارک پھیرنے سے پہلے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں۔“ (صحیح بخاری: ۸۵۰)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جایا کرتی تھیں، ان کے لیے کوئی ممانعت نہ تھی، اب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر ۲ :

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت : ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی الصبح ، فینصرف النساء متلفعات بمروطنهن ، ما یعرفن من الغلس .

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ اس بات میں کچھ شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرماتے تو عورتیں فوراً چادروں میں لپیٹی ہوئی واپس چلی جاتیں، وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔“ (صحیح بخاری : ۸۶۷، صحیح مسلم : ۶۴۵)

دلیل نمبر ۳ :

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : خیر صفوف الرجال أولہا وشرہا آخرہا ، وخیر صفوف النساء آخرہا وشرہا أولہا .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف سب سے پہلی اور سب سے بری (ثواب میں کم) سب سے آخری صف ہے، جبکہ عورتوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف آخری اور سب سے بری (ثواب میں کم) پہلی صف ہے۔“ (صحیح مسلم : ۴۴۰)

ان احادیث کے بعد تو کوئی شک نہیں رہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں عورتیں نماز کے لیے مسجد میں آتی تھیں۔

پھر اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت بھی موجود ہے:

دلیل نمبر ۴ :

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ، ولكن لیخرجن وھن تغلات .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اللہ کی بندیوں کو

اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو، ان کو بھی چاہیے کہ وہ خوشبو لگائے بغیر نکلیں۔“

(مسند الامام احمد: ۲/ ۵۲۸، سنن ابی داؤد: ۵۶۵۰ وسند حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۶۷۹)، امام ابن حبان (۲۲۱۴)، امام ابن الجارود (۳۳۲) اور حافظ نووی (المجموع: ۱۹۹/۴) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

نیز حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: رواہ أبو داؤد باسناد الصّحیحین۔ ”اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔“ (خلاصۃ الاحکام: ۲/ ۹۷۹، ح: ۲۳۵۳)

اب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان افروز واقعہ بھی پڑھتے جائیے:

دلیل نمبر ۵:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ائذنوا للنساء باللیل الى المساجد، فقال له ابن له، يقال له واقد: اذن يتخذن له دغلا، قال: فضرب فی صدره وقال: أحدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول: لا۔

”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (اگر عورتیں اجازت مانگیں تو) اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دو، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واقد نامی بیٹے نے کہا، (میں تو اجازت نہیں دوں گا) وہ تو اس کام کو خرابی (کا حیلہ) بنالیں گی، آپ نے اس کے سینے میں (زوردار تھپیڑا) مارا اور فرمایا، میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنارہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ (میں ان کو اجازت) نہیں (دوں گا)۔“ (صحیح مسلم: ۴۴۲)

اس حدیث سے جہاں عورتوں کے مسجد میں جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے، وہاں عورتوں کو مسجدوں سے منع کرنے والوں کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباع سنت، عبرت بھی ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت (۱۳۵/ ۴۴۳) میں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دوسرے بیٹے سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کے بیٹے نے حدیث سن کر بھی عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ان کو ضرور روکیں گے تو:

فأقبل علیہ عبداللہ، فسبّہ سبّا سیّئاً، ما سمعته سبّہ مثله۔

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اتنا سخت برا بھلا کہا کہ میں نے اس جیسی

تختی آپ میں کبھی نہ سئی تھی۔“

یہ تھا صحابہ کرام کا جذبہ اتباع، اب بھی اگر کوئی یہی بہانہ بنا کر عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکے تو خود ہی سوچے کہ کیا روزِ محشر اس سنت کی مخالفت کر کے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کو کیا منہ دکھائے گا؟

دلیل نمبر ۶ :

عن أبي قتادة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : اتى لأقوم فى الصلاة ، أريد أن أطول فيها ، فأسمع بكاء الصبي ، فأتجوز فى صلاتي ، كراهية أن أشق على أمه .
”سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو اسے لمبا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، پھر بچے کے رونے کی آواز سن کر اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ کہیں میں اس کی ماں کو مشقت میں نہ ڈال دوں۔“ (صحیح بخاری : ۸۶۸)

عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والے بتائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں تو عورتیں اتنے اہتمام سے مسجد میں آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بچوں کے رونے کے باوجود، جو کہ ایک قسم کا خلل بھی تھا، مسجد میں آنے سے نہ روکیں تو بعد میں یہ اختیار کس کو حاصل ہو گیا ہے؟

نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے مسجد جانے میں تفصیل کرنا، یعنی جوان عورتوں کو مطلق طور پر اور بوڑھی عورتوں کو دن میں مسجد میں جانے سے منع کرنا بالکل بے بنیاد ہے، کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں والی عورتیں جوان ہی ہوتی ہیں، نہ کہ ”عجوز“ یعنی بوڑھی، اسی طرح اس حدیث میں کسی نماز کی تخصیص بھی نہیں ہے، بلکہ اس حدیث میں عموم ہے، ثابت ہوا کہ اس طرح باتیں بنانا قرآن و سنت سے خیر خواہی نہیں۔

دلیل نمبر ۷ :

عن زينب امرأة عبد الله قالت : قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا شهدت احدا كن المسجد فلا تمسّ طيبا .

”سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا، جب تم (عورتوں) میں سے کوئی مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔“

(صحیح مسلم : ۴۴۳)

ثابت ہوا کہ اگر عورت نے خوشبو نہ لگائی ہو تو اسے مسجد میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں۔

دلیل نمبر ۸ :

عن أم هشام بنت حارثة رضي الله عنها قالت : ما أخذت ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ إلا عن لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يقرأها كل جمعة على المنبر إذا خطب الناس .
 ”سیدہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے (سن کر) ہی تو یاد کی تھی، آپ اسے ہر جمعہ کے دن منبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم: ۵۲/ ۸۷۳)

اب ذرا غور فرمائیں تو معلوم ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دنیا کی سب سے پاکباز عورتیں اور سب سے پاکباز خاندانوں کی بیویاں کتنی پابندی سے نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوا کرتی تھیں، کائنات کے سب سے باغیرت اور عصمتوں کے محافظ تو اپنی بیویوں کو اجازت دیتے رہے، لیکن آج کے نام نہاد دین پرست رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آجانے کے بعد بھی عورتوں کو مسجدوں سے روکنے پر کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

دلیل نمبر ۹ :

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : كانت امرأة لعمر تشهد صلاة الصبح والعشاء في الجماعة في المسجد ، فقيل لها : لم تخرجين وقد تعلمين أن عمر يكره ذلك ويغار ؟ قالت : وما يمنعني أن ينهاني ؟ قال : يمنعني قول رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تمنعوا إماء الله مساجد الله .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ صبح اور عشاء کی نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا کرتی تھیں، ان سے پوچھا گیا، آپ کیوں (مسجد کی طرف) نکلتیں ہیں، حالانکہ آپ جانتی بھی ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کام کو پسند نہیں کرتے اور غیرت کھاتے ہیں؟ وہ کہنے لگیں، ان کو کون سی چیز مانع ہے کہ وہ مجھے منع نہیں کرتے؟ کہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تم اللہ کی بندویں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔“ (صحیح بخاری: ۸۵۸، صحیح مسلم: ۴۴۲ مختصراً)

قارئین کرام! جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی ناپسند کرنے کے باوجود رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی بیوی کو مسجد جانے سے نہیں روکتے تھے تو بعد کے مفتیان یہ جرات کیونکر کر سکتے ہیں؟

دلیل نمبر ۱۰ :

عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من كان منكّن تؤمن بالله واليوم الآخر فلا ترفع رأسها حتى يرفع الرجال رؤوسهم ، كراهية أن يرين من عورات الرجال .

”سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے عورتو!) تم میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے، وہ مردوں کے (سجدے سے) سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائے، (ان دنوں صحابہ کرام کے پاس کپڑے بہت تھوڑے تھے اور ان کے ازار چھوٹے ہوتے تھے)، آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ کہیں (عورتوں کے پہلے سر اٹھانے کی وجہ سے) مردوں کے ستر پر ان کی نظر نہ پڑ جائے۔“ (صحیح بخاری : ۸۱۴، صحیح مسلم : ۴۴۱)

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ پوری دس صحیح احادیث کا مجموعہ ہماری دلیل ہے، ان سب کا تعلق صحیحین سے ہے، جن کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔

اس بارے میں چند محدثین کی آراء

☆۱ امیر المؤمنین فی الحدیث، فقیہ امت، امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (۱۹۴-۲۵۶ھ) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ حدیث پر یوں تبویب فرماتے ہیں:

باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغسل .

”عورتوں کے رات اور اندھیرے میں مسجدوں کی طرف نکلنے کا بیان۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی اور خواہ دن ہو یا رات مطلق طور پر مسجد میں جاسکتی ہے، کیونکہ جب اندھیرے میں جاسکتی ہے تو دن کی روشنی میں جب کہ اندھیرے کی نسبت کہیں زیادہ امن ہوتا ہے، کیوں نہیں جاسکتی؟

☆۲ امام الائمہ امام ابن خزمہ رحمہ اللہ (۲۲۳-۳۱۱ھ) ان احادیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

باب الاذن للنساء فی اتیان المساجد .

”عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی اجازت کا بیان۔“ (صحیح ابن خزمہ، کتاب الصلوۃ، باب: ۱۶۹) اور

باب النهی عن منع النساء عن الخروج الى المساجد باللیل .

”رات کے وقت عورتوں کو مسجد جانے سے روکنے کی ممانعت کا بیان۔“ (باب: ۱۷۸)

☆۳ امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی رحمہ اللہ (۱۸۱-۲۵۵ھ) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی

حدیث پر یوں باب قائم فرماتے ہیں:

باب النهی عن منع النساء عن المساجد ، وكيف يخرجن اذا خرجن .

”عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی ممانعت کا بیان، نیز (اس بات کی وضاحت کہ) وہ جب نکلیں تو

کیسے نکلیں۔“ (مسند الدارمی: ۱۱۳۴)

ایک مقام پر تو امام موصوف کی تبویب نہایت قابل توجہ ہے:

باب تعجيل العقوبة من بلغه عن النبي صلى الله عليه وسلم حديث فلم يعظمه ولم يوقره .

”جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچنے کے بعد اس کو تسلیم نہیں کرتا، اسے جلد از جلد سزا دینی

چاہیے۔“ (مسند الدارمی: ۴۵۶)

اس باب میں انہوں نے صحابہ کرام کے واقعات سے ثابت کیا ہے کہ جب ان کے حدیث بیان کر

دینے کے بعد کسی نے ان کے سامنے اس کی مخالفت کی تو انہوں نے اس سے ترک تعلق کر لیا تھا، سیدنا ابن عمر

رضی اللہ عنہما والی حدیث بھی اسی باب میں ذکر کرتے ہوئے انہوں نے یہ بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی اجازت کے بعد عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والا دین کا خیر خواہ نہیں بلکہ الثائست نبوی کا مخالف ہے۔

☆۴ امام ابن حبان رحمہ اللہ (م ۳۵۴ھ) کی تبویب ملاحظہ ہو:

ذكر الزجر عن منع النساء عن اتیان المساجد للصلاة .

”نماز کے لیے مسجد میں آنے والی عورتوں سے منع کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈانٹ کا بیان۔“

(صحیح ابن حبان: ۵/ ۵۷۸، ح: ۲۲۰۹)

☆۵ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (م ۴۵۶ھ) رقمطراز ہیں:

وقد اتفق أهل الأرض أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يمنع النساء قط الصلاة معه في مسجده الى أن مات عليه السلام ولا الخلفاء الراشدون بعده ، فصَحَّ أنّه عمل غير منسوخ ، فاذا لا شك في هذا ، فهو عمل برّ ، ولولا ذلك ما أقرّه عليه السلام ، ولا تركهنّ يتكلّفنه بلا منفعة بل بمضرة ، وهذا العسر والأذى ، لا النصيحة .

”اس بات پر تمام لوگوں کو اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک عورتوں کو مسجد میں آنے سے کبھی نہیں روکا ، نہ ہی خلفائے راشدین نے آپ کے بعد یہ کام کیا ، اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ عمل منسوخ نہیں ہوا ، جب اس کا غیر منسوخ ہونا یقینی ہے تو یہ نیکی کا کام ہوا ، اگر ایسا نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے برقرار نہ رکھتے اور ان عورتوں کو بے فائدہ بلکہ نقصان دہ تکلیف میں مبتلا نہ چھوڑتے ، ایسا کرنا تنگی و تکلیف تو ہو سکتا ہے ، خیر خواہی نہیں (حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بڑے خیر خواہ تھے)۔“

(المحلی لابن حزم : ۸۳۷/۳ ، مسئلہ : ۳۲۱)

مانعین کے دلائل کا جائزہ

جیسا کہ آپ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کی زبانی فیصلہ کن بات سن چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے عورتوں کو کبھی بھی مسجدوں میں آنے سے روکا نہیں ، بات واضح ہے کہ یہ عمل منسوخ نہیں ہوا اور جب ایسا ہے کہ تو روکنا جائز کیسے ہوا؟ آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک عمل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بعد میں ہوتا رہا تو اب اس کی منسوخت یا منع کے دلائل کتنی قوت کے حامل ہوں گے۔ آئیے ان دلائل کا جائزہ لیں:

دلیل نمبر ۱ :

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت : لو أدرك النبي صلى الله عليه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل .

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ، انہوں نے فرمایا ، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (عورتوں کی اس خرابی کو دیکھ لیتے) جو انہوں نے اب پیدا کر دی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے ، جیسا کہ

بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔“ (صحیح بخاری : ۸۳۱ ، صحیح مسلم : ۴۴۵)

تبصرہ :

☆۱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود عورتوں کو تنبیہ کرنا تھا، ان کو روکنا مقصود نہ تھا، کیونکہ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کا مسجد میں جانا جائز نہ سمجھتیں تو ضرور ان کو روکتیں، حالانکہ ان سے ایک مرتبہ بھی ایسا کرنا ثابت نہیں، اس کے برعکس آپ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مسجد میں جاتی رہیں، بلکہ مسجد میں اعتکاف بھی بیٹھتی رہیں۔

لہذا آج عورتوں کو اس حدیث کو دلیل بنا کر مسجدوں سے روکنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت کر رہے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی۔

☆۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خرابیاں دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے، اگر آپ منع فرما دیتے تو ہم بھی عورتوں کو مسجد سے روکتے، جب آپ نے نہیں روکا، حالانکہ حکیم و خیر اللہ جو آپ کی زبان نبوت سے دین نکلا رہا تھا، وہ تو جانتا تھا کہ بعد میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی، اب ہم روکنے والے کون ہوتے ہیں، پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا اس بارے میں موقف آپ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ واقعہ سے لگا چکے ہیں۔

☆۳ زنا سے بڑی خرابی (عورت کے حوالے سے) اور کیا ہو سکتی ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں زنا کی وجہ سے رحم کی حد بھی قائم کی گئی، لیکن عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکا گیا تو آج کس بڑی خرابی، کو مد نظر رکھ کر عورتوں کو روکا جاتا ہے؟

☆۴ اس قسم کی خرابی تمام عورتوں میں نہیں پائی جاتی، بلکہ کچھ عورتوں میں ہوتی ہے، لہذا ان قلیل عورتوں کی وجہ سے دوسری تمام نیک عورتوں کو نیکی سے کیونکر روکا جائے؟

☆۵ اگر ان خرابیوں کی وجہ سے عورت کا مسجد میں جانا منع ہو سکتا ہے تو بازار میں جانا بالاولیٰ حرام ہونا چاہیے، اسی طرح کسی بھی غرض کے لیے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہونا چاہیے، لیکن اس کا کوئی بھی قائل نہیں، آج عورتوں کو بازاروں سے تو منع نہیں کیا جاتا، جبکہ مسجد میں جانے پر پابندی ہے، حالانکہ مسجدیں امن کا مرکز ہوتی ہیں، نیز نمازی لوگ اکثر نیک ہوتے ہیں، اب بتائیں کہ بازاری لوگ زیادہ خطرے کا باعث ہیں یا وہ نمازی لوگ جن سے اکثر بازاری عورتیں بھی شرما کر پردہ کر لیتی ہیں۔

☆۶ بوڑھی اور جوان عورتوں کی تفریق، نیز دن اور رات کی تخصیص اس روایت سے قطعاً ثابت نہیں

ہوتی۔

جو لوگ کہتے ہیں: ویکرہ لہنّ حضور الجماعات یعنی الشّوَابّ منہنّ لما فیہ من خوف الفتنة ولا بأس للعجوز أن تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء .

”جوان عورتوں کے لیے جماعت میں شامل ہونا مکروہ ہے، کیونکہ فتنہ کا ڈر ہے، البتہ بوڑھی عورتوں کے فجر، مغرب اور عشاء میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔“ (الہدایۃ مع الدرایۃ: ۱/ ۱۲۸)

وہ اس روایت کو کس منہ سے پیش کرتے ہیں؟

دلیل نمبر ۲ :

عن أم حمید امرأة أبی حمید السّاعدی رضی اللہ عنہا أنّہا جاءت الی النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم ، فقالت : یا رسول اللہ ! انّی أحب الصّلاة معک ، فقال : قد علمت أنّک تحبّین الصّلاة معی ، وصلاتک فی بیتک خیر من صلاتک فی حجرک وصلاتک فی حجرک خیر من صلاتک دارک وصلاتک خیر من صلاتک فی مسجد قومک وصلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجدی ، قال : فأمرت ، فبنی لہا مسجد فی أقصى شیء من بیئتها وأظلمہ وکانت تصلّی فیہ حتی لقیّت اللہ عزّوجلّ .

”سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام حمید بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ نے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں، آپ کی کوٹھڑی میں نماز آپ کی صحن میں نماز سے بہتر ہے اور آپ کی صحن میں نماز آپ کی گھر کے احاطے میں نماز سے بہتر ہے اور آپ کی احاطہ میں نماز، قوم کی مسجد میں نماز سے بہتر ہے اور آپ کی اپنی قوم کی مسجد میں نماز میری مسجد میں نماز سے بہتر ہے، راوی کہتے ہیں کہ ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے گھر کے اندرونی اور تاریک حصہ میں (ایک جگہ مختص کر کے) مسجد بنادی گئی، پھر وہ تادم وفات اسی جگہ میں نماز پڑھتی رہیں۔“ (مسند الامام احمد: ۶/ ۳۷۷، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۶۸۹) اور امام ابن حبان (۲۲۱۷) جمہما اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

تبصرہ :

اس حدیث پر امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب ملاحظہ ہو:

باب اختیار صلاة المرأة في حجرتها على صلاتها في دارها وصلاتها في مسجد قومها على صلاتها في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم وان كانت صلاة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم تعدل ألف صلاة في غيرها من المساجد ، والدليل على أن قول النبي صلى الله عليه وسلم صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد ، أراد به صلاة الرجال دون صلاة النساء .

”عورت کی گھر میں نماز صحن میں نماز سے بہتر ہے اور اس کی اپنی قوم کی مسجد میں نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز سے افضل ہے، اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے، اس سے مراد مرد ہیں، عورتیں نہیں۔“ (صحیح ابن خزيمة: ۱۷۷)

یہی بات تو ہم کہتے ہیں کہ عورت کی نماز گھر میں افضل ہے، لیکن اگر وہ مسجد میں جا کر ادا کرے تو جائز ہے، اس کو مسجد سے روکنا حرام ہے، ہم نے کب اس کا مسجد میں جانا افضل یا ضروری قرار دیا ہے؟ عورت کے مسجد جانے کی ممانعت اور اس ضمن میں بوڑھی اور جوان عورت کے فرق پر ایک صحیح و صریح دلیل مطلوب ہے۔

دلیل نمبر ۳ :

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال : ما صلّت المرأة في مكان خير لها من بيتها إلا أن تكون المسجد الحرام أو مسجد النبي صلى الله عليه وسلم إلا امرأة تخرج في منقلبيها يعني خفيها .

”سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عورت کے لیے نماز کی کوئی بھی جگہ بھی اپنے گھر سے بہتر نہیں، ہاں! اگر مسجد حرام یا مسجد نبوی ہو اور عورت موزے پہن کر نکلے (تو بہتر ہے)۔“

(المعجم الكبير للطبراني: ۲۹۳۸)

علامہ بیہقی (مجمع الزوائد: ۳۴/۲) نے اس کے راویوں کے بارے میں رجالہ رجال الصّحيح . (اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں) کہا ہے۔

تبصرہ :

☆۱ حماد بن سلمہ آخری عمر میں ”اختلاط“ کا شکار ہو گئے تھے، ان کے شاگرد جاج بن منہال کا ان سے اختلاط سے پہلے سماع ہمیں نہیں مل سکا۔

☆۲ اس روایت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عورت کی گھر میں نماز کو بہتر و افضل قرار دیا ہے، جس کے ہم بھی قائل ہیں، مسجد میں عورتوں کے جانے کی ممانعت پر دلیل مطلوب ہے، مزید وضاحت اگلی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر ۴ :

عن أبي عمرو الشيباني قال : رأيت ابن مسعود يطرد النساء من المسجد يوم الجمعة .
 ”ابو عمرو شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے بھگا رہے تھے۔“ (المعجم الكبير للطبرانی : ۲۹۴۸ وسندہ صحیح)

تبصرہ :

☆۱ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد سے روکنے سے منع بھی فرمایا ہو، لیکن اس کے باوجود سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ عورتوں کو بھگاتے ہوں؟ کسی مسلمان کا ایمان ایسا سوچنے کی اجازت نہیں دیتا۔

☆۲ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی ممانعت نقل کی ہے، ان کا فتویٰ یہی ہے کہ عورتوں کو مسجد سے روکنا خلاف سنت ہے، جیسا کہ ہم اپنے دلائل میں ثابت کر چکے ہیں، نیز محدثین وائمہ احناف کے نزدیک مسلمہ اصول راوی الحدیث ادریٰ بما فیہ (راوی حدیث اپنی روایت کے مفہوم کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے) کے تحت انہی کی بات رائج ہوگی۔

☆۳ کئی مسائل ایسے ہیں جن کی خبر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچی اور وہ جمہور صحابہ کے خلاف عمل کرتے رہے، کیا ان مسائل میں بھی آپ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول و فعل کو حجت مانتے ہیں، صرف ایک مثال پیش خدمت ہے کہ صحیح مسلم (۵۳۴) میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا رکوع میں تطبیق کی (دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر رکھا)، بلکہ ساتھ نماز پڑھنے والے دونوں تابعین کے ہاتھوں پر بھی مارا کہ وہ تطبیق کیوں نہیں کر رہے، نیز انہوں نے دو مقتدی پیچھے کھڑے کرنے کی بجائے اپنی دونوں جانب کھڑا کیا۔

اب ان دونوں مسئلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ہم تک پہنچ چکا ہے کہ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے ہیں اور تین نمازی ہونے کی صورت میں امام آگے اور دونوں مقتدی کچھلی صف میں کھڑے ہوں گے۔ کیا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ دونوں تفردات بھی قابل عمل ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کے معاملے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور دیگر جمہور صحابہ کرام کے خلاف سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کو حجت بنانا انصاف کیسے ہے؟

☆۳ اس روایت میں بوڑھی اور جوان عورت، نیز دن اور رات کا خود ساختہ فرق موجود نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۵ :

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال : كان الرجال والنساء في بني اسرائيل يصلون جميعا ، فكانت المرأة اذا كان لها الخليل تلبس القالين ، تطول بهما لخليلها ، فألقى الله عليهن الحيض ، فكان ابن مسعود يقول : أخرهن حيث أخرهن الله .

”سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل کے مرد و عورت اکٹھے نماز پڑھتے تھے، عورت کا جب دوست ہوتا تو وہ لکڑی کا جوتا پہنتی تاکہ لمبی ہو کر اپنے آشنا کو نظر آجائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر حیض ڈال دیا، پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ان کو وہاں سے ہٹا دو جہاں سے اللہ ان کو ہٹا دیا۔“

(المعجم الكبير للطبراني : ۲۹۵۸)

تبصرہ :

☆۱ اس روایت کی سند امام عبدالرزاق، امام سفیان ثوری، امام اعمش اور امام ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

صحیح ابن خزيمة (۱۷۰۰) والی سند بھی امام اعمش کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

☆۲ اگر بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد سے روک دیا گیا تھا تو ہماری شریعت میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ ہم دلائل صحیحہ و صریحہ سے ثابت کر آئے ہیں۔

☆۳ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو اس روایت میں عورتوں کو مطلق طور پر مسجد آنے سے روک رہے ہیں، پھر بوڑھی عورتوں کی تخصیص اور دن رات کا فرق کہاں سے آگیا۔

دلیل نمبر ۶ :

عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : صلاة المرأة في بيتها خير من صلاتها في حجرتها و صلاتها في حجرتها خير من صلاتها في دارها و صلاتها في دارها خير من صلاتها خارج .

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت کی اپنے گھر میں نماز صحن میں نماز سے بہتر ہے، اس کی اپنے صحن میں نماز اپنے احاطہ میں نماز سے بہتر ہے، اس کی اپنے احاطہ میں نماز باہر نماز سے بہتر ہے۔“ (المعجم الاوسط للطبرانی : ۴۸/۹)

تبصرہ :

☆۱ اس کی سند ”ضعیف“ ہے، زید بن المہاجر راوی کے حالات نہیں مل سکے، اس کی صحت کے مدعی پر دلیل توثیق لازم ہے۔

☆۲ اس روایت میں عورتوں کو مسجدوں سے روکنا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔

☆۳ بوڑھی اور جوان عورت کا فرق، نیز دن اور رات کی تفریق کہاں ہے؟

دلیل نمبر ۷ :

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال : ان المرأة عورة وانها اذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان ، فتقول : ما رآني أحد الا أعجبته ، وأقرب ما تكون الى الله اذا كانت في قعر بيتها .
”سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت پردے کا نام ہے، جب یہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے غور سے دیکھتا ہے، وہ کہتی ہے کہ مجھے جو بھی دیکھے گا، اسے پسند آؤں گی، عورت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی کمرے میں ہو۔“ (المعجم الكبير للطبرانی : ۲۹۵۸، وسندہ صحیح)

تبصرہ :

☆۱ اس روایت میں عورت کو مسجد سے روکنے کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ نماز تک کا ذکر نہیں ہے۔

☆۲ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ عورت کو مسجد سے روکنے سے ممانعت والی حدیث سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی، پھر ان کی یہ بات دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

☆۳ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی تو عورتیں مسجد میں آتی تھیں، اس روایت کے مطابق ان پر کیا حکم لگائیں گے؟

دلیل نمبر ۸ :

عن سليمان بن أبي حثمة عن أمه قالت : رأيت النساء القواعد يصلين مع رسول الله صلى الله عليه وسلم .

”سليمان بن ابی حثمہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے بوڑھی عورتوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے دیکھا۔“ (المعجم الكبير للطبرانی : ۳۱۷/۲۴)

تبصرہ :

- ☆۱ اس کی سند سخت ”ضعیف“ ہے، ابن ابی لیلیٰ اور عبد الکریم بن ابی الحارث دونوں ”ضعیف“ ہیں۔
- ☆۲ اس روایت میں عورتوں کو مسجد سے روکنے کا اشارہ تک نہیں، نیز رات کی تخصیص کہاں ہے؟ ظاہر ہے کہ دن کے اجالے میں ہی دیکھا جاسکتا تھا۔

دلیل نمبر ۹ :

عن أبي عمرو الشيباني قال : حلف عبد الله ، فبالغ في اليمين : ما من مصلّى لامرأة خير من بيتها ألا في حج أو عمرة ، ألا في امرأة قد ينست من البعولة ، فهي في منقلبيها .

”سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہت مبالغہ سے قسم اٹھا کر فرمایا، عورت کے لیے گھر سے بہتر کوئی جائے نماز نہیں، ہاں! اگر عورت حج یا عمرہ میں ہو یا عورت بوڑھی ہو کر نکاح سے مایوس ہو چکی ہو اور اس نے موزے پہن رکھے ہوں۔“ (المعجم الكبير للطبرانی : ۲۹۴۸)

تبصرہ :

- ☆۱ اس روایت سے بھی عورتوں کو مسجد سے روکنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔
- ☆۲ اس کی سند میں محمد بن النضر کے حالات نہیں مل سکے، مسند علی بن الجعد (۲۲۹۰) میں اس کی متابعت شریک بن عبد اللہ القاضی نے کی ہے، لیکن یہ روایت شریک کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔ نیز اس کی صحت کا دعویٰ اس وقت تک قابل التفات نہیں ہو سکتا جب تک سعید بن مسروق کا ابو عمرو الشیبانی سے سماع ثابت نہ ہو جائے۔

دلیل نمبر ۱۰ :

عن أمّ حکیم بنت أبی حکیم أنّها قالت : أدركت القواعد وهنّ يصلّين مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم .

”سیدہ ام حکیم بنت ابی حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بوڑھی عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے دیکھا۔“ (المعجم الكبير للطبرانی : ۱۳۰/۲۵)

تبصرہ :

☆۱ اس روایت کی سند بھی ابن ابی لیلیٰ اور عبد الکریم بن ابی الخارق کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

☆۲ ان ”ضعیف“ روایات سے بھی رات کی تخصیص ثابت نہیں ہو سکی۔

دلیل نمبر ۱۱ :

عن أمّ سلیم رضی اللہ عنہا عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أنّه قال : خير مساجد النساء قعر بيوتهنّ .

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے لیے نماز کی بہترین جگہ ان کے گھروں کے اندونی کمرے ہیں۔“ (مسند الامام احمد : ۶/ ۲۹۷)

تبصرہ :

☆۱ اس کی سند سخت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ رشید بن سعد جمہور کے نزدیک سخت ”ضعیف“ اور سائب مولیٰ ام سلمہ مجہول الحال ہے۔

دوسری سند اس سے بھی بدتر ہے، کیونکہ:

☆۱ اس میں ابن لہیعہ ”ضعیف ومخطئ“ ہے۔ ☆۲ حسن کا ان سے اختلاط سے پہلے سننا

ثابت نہیں۔ ☆۳ سائب مذکور ”مجہول الحال“ ہے۔

الحاصل :

ثابت ہوا کہ عورتوں کو مسجد جانے سے روکنا درست نہیں اور اس پر کوئی شرعی دلیل دلالت نہیں کرتی۔

اب عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والے ہی بتائیں کہ ان کا عمل حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟؟؟

☆☆.....☆☆☆☆.....☆☆